

سالانہ قیمت ہے تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب
نیو منزل وارث روڈ لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم اے (امپریس روڈ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے
اور مضامین و اشتہارات
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲ مئی ۱۹۲۴ء	نمبر ۱۸

غزل

از قلم ڈاکٹر حشمت الله صاحب

بل پوشیدہ عشق جانستاں کردن توان تنہاں
گر آتش اسخار و خس نہاں کردن توان تنہاں

کجا شبیہ جال ناتواں ز آتش اماں یابد
کہ ظالم را بہ نرمی مہرباں کردن تواں تنہا

چراہ جستجوئی اگتی خود را گم لے ناداں
سراغ آں خدائی بے نشاں کردن تواں تنہا

مرا اندر رقیب انہی نزد او نیاں رو کہ مے داند
کہ بے او زندگانی یک زماں کردن تواں تنہا

کہ از ہم صحبتاں کار یکے از دیگرے آید
چو دنداں بخت کاوش از زباں کردن تواں تنہا

مرا گلگشت باغ و سیر بازار است نے حاصل
دل غمگین خود را شادماں کردن تواں تنہا

چہ نظم دلکش جودت پُر از معنی است اے حشمت
کہ مضمونش نہ باریکی بیاں کردن تواں تنہا

غزل

از قلم مسٹر ولیم سنگھ

تمہارے حق نے عیسیٰ نور کی صورت بنائی ہے
کہ جس کو دیکھکر تم پر فدا ساری خدائی ہے

ہوئے پیدا و پیغمبر نبی ہیں سینکڑوں لیکن
خدا کے وہ بیٹے ہیں تمہاری ہی بھلائی ہے

نہ چھوڑیگا تجھے ہرگز نہ تیرے پاک داماں کو
بھلائی وصل میں تیرے مسیحا جس نے پائی ہے

شکیں لوہے کی میخیں سہتے پایا میں جب مسیحا نے
تماشہ دیکھنے کو اُس گھڑی آئی خدائی ہے

ہزاروں جی اٹھے مُردے کریں تحریر کس کس کو
بپا ہوگی نہ اب آفت کوئی میدان محشر میں
رقم ہو کر شفا تیری ہم ایسے خاکساروں سے

خرام ناز سے ٹھوکر جب عیسیٰ نے لگائی ہے
شرار حسن عیسیٰ نے چمک اپنی دکھائی ہے
تری جنت میں پہنچا نکے قابل شنوائی ہے

نہیں بھاتا کوئی اب تو حسینان جہاں ہم کو
وفور الفت عیسیٰ نے اک آتش لگائی ہے

واعظوں کے لئے مختصر خاص پُر مطلب نوٹ

مفی بوست یونتن کا بیٹا لنگڑا تھا (۲ سموئیل ۴-۵) اور داؤد کے کسی کام کا نہ تھا۔ مگر اُس کے باپ کی محبت کے باعث داؤد اُس کو کہتا ہے کہ میرے ساتھ شاہی میز پر کھایا۔ اسی طرح ہم گناہ کے باعث نکمے اور خدا کے کسی کام کے نہیں۔ مگر وہ ہمیں مسیح کی خاطر شاہی میز پر کھلاتا ہے۔

ایک شخص یروشلیم سے ایریحا کو جارہا تھا۔ یعنی اوپر سے نیچے کو جاتا تھا۔ برکت والی جگہ سے لعنت والی جگہ کو اُتر رہا تھا۔ ضرور تھا کہ ڈاکو اُس پر پڑیں۔ اسی طرح جو مسیح سے دنیا کی طرف آتے ہیں۔ لاریب شیطان اُن پر حملہ کرتا ہے۔

مجوسی مسیح کے پاس جس راہ سے گئے اُس سے واپس نہ آئے۔ اسی طرح جو مسیح کے پاس جاتا ہو وہ مڑ کر اُس راہ سے کبھی واپس نہ آئیگا۔

غیر قوم مجوسی یہودی علماء کے نوشتوں پر یقین کر کے بیت لحم کو چلے گئے مگر خود اُن علماء نے کچھ پرواہ نہ کی اور بیت لحم میں تلاش کرنے نہ گئے۔ یہی جھوٹے واعظوں

کا حال ہو کہ اوروں کو عمدہ عمدہ نصائح سناتے مگر خود عمل نہیں کرتے۔

لُبان سے مسیح کی آلہی سفارش مُراد ہے جس کے وسیلہ سے ہماری سب دعائیں مُؤثر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری حمد و تعریف۔ ہماری دعا۔ ہماری خدمت اور ہمارے نیک اعمال کی منظوری مسیح کے کفارہ اور پُرفضل سفارش پر موقوف ہے۔

پاک میز کی روٹیوں کے ہر قطار پر خوشبو رکھی جاتی تھی (احبار ۲۴: ۷) یہ اسی بات پر اشارہ تھا کہ روحانی روٹی یعنی کلام اللہ کی تلاوت کے ساتھ دعا کی جو بمنزلہ خوشبو ہے ضرورت ہو۔

مقدس میز کی روٹی کاہنوں کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا تھا۔ مسیحی مؤمنین کاہن ہیں وہی یہ روٹی یعنی مسیح کو کھا سکتے ہیں۔

ندب اور ابیہو نے اجنبی آگ جلائی تھی ہلاک ہوئے۔ اسی طرح جو کوئی مسیح کی موت میں بھروسہ نہ رکھے تو اُن کی دعا اور عبادت نہ صرف بے فائدہ بلکہ نقصان کا باعث ہے۔

ہماری بازاری منادی میں کیوں اثر نہیں؟ اس لئے کہ جب ہم منادی کرتے ہیں تو اُس وقت خُدا کے آنسوؤں کو جو ہر کھوئے ہوئے بیٹے کی رفاقت میں اُسکی آنکھوں سے بہ رہے ہیں نہیں دیکھتے۔ لہٰذا یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ اگر ان لوگوں میں سے ایک بھی بچ جائے تو میرے باپ کا غم کم ہو جائیگا۔

عُزیاہ بادشاہ کو اگرچہ عزریاہ کاہن نے منع کیا تو بھی بخور جلانے لگا اور کوڑھی ہوا۔ اس لئے کہ یہ اُس کا کام نہ تھا۔

موسٰے نے سبز بوٹے کو آگ میں دیکھا مگر وہ جلتا نہیں تھا۔ خدا نے اُس پر ظاہر کیا کہ میرے لوگ مصریوں کے ظلم کے آگ میں ہیں تو بھی اُن کو ضرر نہ ہوگا۔ وہ معیت نہ ہونگے۔ اسی طرح کلیسیا دکھوں میں کراہتی ہوئی دکھ سے گھری ہوئی ہے مگر نیست نہ ہوگی۔ بلکہ بڑھیگی اور کُندن کی مانند ہوگی اس بوٹے کے نہ جلنے کے دو باعث ہیں۔

ا۔ اسے خدا نے لگایا۔

ب۔ خدا کلیسیا کے ساتھ ہے۔

خدا نے سانپوں کو مار نہ ڈالا۔ مگر علاج (پیتل کا سانپ) مہیا کیا۔ اسی طرح گناہ دنیا میں آجتک زور کر رہا ہے اور شیطان اور اُس کے فرزند بھی موجود ہیں جو لوگوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ خدا اُنہیں وقت سے پیشتر دفع نہیں کرتا۔ لیکن ڈسے ہوؤں کے لئے علاج (مسیح مصلوب) موجود کر دیا۔ ابوالعزیز

درد ناک درخواست

رحم کی قیمت بہشت کی وراثت

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

ناظرین کرام سے نہایت مؤدبانہ عرض کی جاتی ہے کہ موضع دولو وال سرکل منڈیالہ تیغہ تحصیل گوجرانوالہ کے مسیحیوں کو عرصہ دراز سے پانی کی سخت دقت محسوس ہو رہی ہے۔ بوجہ غربت و مفلسی کے اُن کی حالت قابلِ رحم ہے۔ ان کی موجودہ حالت ننگ و ناموس کی جد و جہد میں بہت نازک اور آمد کی سخت قلیل ہے جس کی وجہ سے بیچارے غربا نے ابھی تک اپنے کنوئیں کا کوئی بندوبست نہیں کیا۔ آجکل موسم گرما میں ان مسیحی غربا کے عیال و اطفال کی جانیں سخت مصائب میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ لہٰذا صاحب ہمت و اقبال سے التجا کی جاتی ہے کہ آپ اپنے جیب خرچ کو بیچارے محتاج بھائیوں کی آہ بھری تکالیف سے مقابلہ کریں اور اُن کے کنوئیں کے واسطے کوئی چارہ جوئی کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے سخاوت کے ہاتھ کو کشادگی سے محدود کرنے کی سعی نہ کریں۔ بندہ (سکرٹری) واثق ہے وہ بندہ نوازی تا ابد اس نیکی کو نہ بھولینگے۔ جو صاحب اس کار خیر میں روح اور مسیحی زندگی میں بھر پور ہو کر حصہ لینا چاہیں ذیل کے پتہ پر ہم غریبوں پر رحم فرمائیں۔

نوٹ۔ کل خرچ ۷۰۰ سو روپیہ کا اندازہ ہے۔ جس میں چند مہربان صاحبان نے ہمیں اپنا ممنون بنایا ہے۔

کم از کم ۳۰۰ روپیہ کی سخت ضرورت درپیش ہے جس رقم کے لئے ہماری آنکھیں آپ کی رحمت کو تک رہی ہیں۔ آپ کا تابعدار۔ سکرٹری

بی۔ ایم کلیمنٹ از منڈیالہ تیغہ ڈاکخانہ خاص تحصیل گوجرانوالہ۔

ہندو دھرم تنگدلی کا مذہب ہے

کہنے کو تو اہلِ ہنود بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ ہندو دھرم عالمگیر مذہب ہے مگر افسوس کہ وہ تو ایک حصہ ملک یا طبقہ قوم کے لئے بھی ہمہ گیری کی صفات نہیں رکھتا۔ اگر دنیا میں کسی مذہب نے اچھوت پیدا کئے ہیں تو وہ ہندو دھرم ہے جس نے چار مختلف ورن بنا کر مخلوق خدا کے ایک کثیر حصہ کو ہمیشہ کے لئے اونے دوسروں کا خادم۔ اور اچھوت بنا دیا ہے۔ منو کا دھرم شاستر جب تک دنیا میں موجود ہے ہندو دھرم پر سے چھوت اور اچھوت کے سوال کو برقرار رکھنے کا الزام اُٹھ نہیں سکتا۔ اسی دھرم نے برہمن ویش۔ چھتری اور شودر کی تقسیم کی۔ اب جس مذہب نے خود شودر کی بنا ڈالی ہو وہ برہمن اور شودر کے ساتھ مساوی سلوک کیسے کر سکتا ہے جب تک مسیحیت ہند میں نہ آئی۔ ستی بت پرستی اور اوہام پرستی کی رسومات کا زور دخشور تھا۔ کسی آزاد خیال ہندو کے لئے شودر کے



نورافشاں

مطبوعہ ۲ مئی ۱۹۲۴ء

ینابیع المسیحیت

گذشتہ سے پیوستہ

مسیحیت کیا نہیں ہے؟

مندرجہ صد مقطعات و دعاوی میں ہم نے اس بات کو دکھایا ہے کہ آج کے دن مسیحی گروہ اور مسیحیوں کی بائبل کی صورت میں مسیحیت عالمگیر حیثیت رکھتی ہے وہ ہر ایک ملک و قوم کے نہ صرف دروازوں پر کھڑی ہے بلکہ ہر ایک ملک و قوم کے دل و دماغ تک پہنچی ہوئی ہے۔ ہمارے گاؤں قصبے شہر دار الخلافے یونیورسٹیاں۔ کالج۔ مدارس۔ کتب خانے۔ درسی کتابیں اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہیں۔ یہ بات جانتے اور مانتے ہوئے کہ مسیحی گروہ ۱۹۲۴ برس سے دنیا میں زندہ چلی آئی ہے۔ یہ بات مانتے ہوئے کہ مسیحیوں کے رسم و رواج ہیں۔ ان کے تہواروں اور عیدوں ہیں۔ ان کے لباس و پوشاک ہیں اور انکے معبدوں اور عبادتخانوں ہیں۔ ان کے عقائد میں غلطیوں کے راہ پانیکا امکان ہے ہم پہلے یہ بات بتلا دینا چاہتے ہیں کہ مسیحیت کیا نہیں ہے؟

اس میں کلام نہیں کہ دنیا بھر کے مسیحی فی زمانہ زیادہ تر غیر مسیحی اقوام سے مسیحی ہوتے آئے ہیں۔ انہوں نے فی زمانہ مسیحیوں میں مختلف رسم و رواج دیکھے۔ ان میں عیدیں اور تہوار بھی پائے۔ انہوں نے انکو خاص قسم کے عقائد و تعلیم کا پابند بھی پایا۔ ممکن ہے کہ مسیحیوں کی بعض عیدیں اور تہوار اور رسم [illegible] ان میں اور اپنے آبائی متروکہ مذاہب کے رسم و رواج میں کچھ موافقت و مشابہت دیکھی ہو کیونکہ ایسا ہونا انسانی امکان میں ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ جو لوگ فی زمانہ مسیحی ہوتے آئے وہ اس بات کا خود یقین کرتے آئے کہ ہم نے آبائی مذاہب کو اس کے رسم و رواج کو ان کی عیدوں اور تہواروں کو بالکل ترک کیا۔ اس کی جگہ ایک دوسرا مذہب اختیار کیا۔ نہ صرف ہر زمانہ کے مسیحی نومرید ایسا یقین کر کے مسیحی ہوتے آئے بلکہ ان کی آبائی اقوام کے لوگ اور ان کے آبائی مذاہب کو ماننے والے بھی ایسا ہی یقین کر کے ان مسیحیوں کو ہر طرح کی ایذائیں دیتے آئے۔ غیر مسیحی مذاہب کو ماننے والوں نے کسی زمانہ میں کبھی مسیحیوں کے رسم و رواج اور ان کی عیدوں اور تہواروں سے۔ ان کے عقائد وغیرہ سے یہ نتیجہ نہ نکالا کہ مسیحی تو ہمارے ہی معبودوں کی عزت و عبادت کرتے ہیں۔ ان کے جملہ عقائد مذہبی ہمارے ہی عقائد مذہبی ہیں۔ ان کی عیدیں اور تہوار ہماری ہی عیدیں اور تہوار ہیں۔ ان کے معبد ہمارے ہی معبودوں کے مندر ہیں۔ ان کے منک اور نن ہمارے ہی معبودوں کے پوجاری ہیں۔ ان کے رسم و رواج ہم بت پرستوں کے ہی رسم و رواج ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے غیر مسیحی مذاہب کی تاریخ سے یہودی قوم کو چھوڑ کر کوئی ثبوت نہیں نقل کیا آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ مسیحیوں کے بعض رسم و رواج وغیرہ کی بت پرستوں کے رسم و رواج وغیرہ سے مشابہت بیان کی ہے۔ جو خود جناب والا کے تخیلات کا نتیجہ ہے۔ پھر یہ بھی مسیحیت کی تکذیب و توہین کے خیال سے کیا ہو جسکی حقیقت انشاء اللہ پھر ظاہر کی جائیگی۔

مگر ہم اپنے قابل عزت مخاطب سے گذارش کرتے ہیں کہ مسیحیت ہرگز گرجے نہیں ہے۔ گرجوں کی صورت و شکل نہیں ہے۔ گرجوں کی پلٹیں یا قربانگاہیں نہیں ہے۔ نہ مسیحیت رہبانیت یا راہب خانے ہے۔ نہ مسیحیت کنواری یا بیاہی عورتیں ہے۔ نہ مسیحیت پادریوں یا بشپوں یا پوپ کا لباس ہے۔ نہ مسیحیت کھانا پینا ہے یا بھوکوں مرنا ہے۔ نہ مسیحیت سنڈے ہے نہ منڈے ہے نہ ایسٹر ہے نہ فرائڈے ہے۔ نہ بپتسمہ ہے نہ عشاء ربانی ہے۔ نہ گرجے جانا ہے نہ نہ جانا ہے۔ نہ چندہ دینا ہے نہ نہ دینا ہے۔ نہ شادی کرنا ہے نہ نہ کرنا ہے وغیرہ۔ گو یہ تمام باتیں کم و بیشی مسیحیوں میں پائی جاتی ہیں۔ گو ان سے مسیحیت کو کسی نہ کسی طور سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ گو ان میں بعض باتیں کلام اللہ کے بعض حکموں کی تعمیل میں بجا لائی جاتی ہیں۔ مگر کون مسیحی ان رسومات کو مسیحیت مانتا ہے؟ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جیسے ہر ایک بت پرست مسیحی ہوکر خود کسی نہ کسی درجہ تک مسیحیت کی نمایش کیا کرتا ہے۔ اسی طرح مسیحیوں کی عیدیں اور تہوار اور رسم و رواج بھی خواہ وہ بت پرستوں سے ملتے جلتے ہوں مسیحیت کی نمایش و اظہار کے ناقص و ناتمام وسائل ہیں جو خود مسیحیت نہیں ہیں بلکہ مسیحیت کی نمایش کے ناقص و ناتمام وسائل ہیں جو موٹی سمجھ کے لوگوں کو مسیحیت کا تھوڑا بہت خیال دینے کے لئے رواج پذیر چلے آئے ہیں پر مسیحیت یہی رسم و رواج نہیں ہے۔

اس کے سوا ہم تو یہ بھی مانتے ہیں کہ مسیحیت مسیحیوں کے عقیدے بھی نہیں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مسیحیوں کے عقائد مسیحیت کی حقیقت کے اظہار کے لئے وضع ہوئے ہیں۔ مگر جس قدر مسیحیوں میں عقائد فی زمانہ مروج چلے آئے ہیں اور اس وقت موجود ہیں وہ بالکلیہ غیر ملہم بزرگوں کے اخذ کردہ ہیں وہ غلطی اور سہو و خطا سے ہرگز مبرا نہیں مانے جاتے ہیں۔ وہ ہرگز غیر متبدل نہیں ہیں۔ وہ ہرگز مسیحیوں کی بائبل کا ابدل یا عین نہیں ہیں۔ وہ ہرگز مسیحیت کا کامل مجسمہ نہیں ہیں۔ کیونکہ مسیحی کلام اللہ کو سمجھنے کی کوشش بلیغ کرتے ہوئے اب تک یہ بات مانتے ہیں کہ انجیل یا بائبل اب تک پورے طور سے سمجھی نہیں گئی ہے۔ اسی وجہ سے انکے عقائد میں بھی تخالف و تضاد ہیں۔ ان میں بعض فرقے یسوع مسیح کی الوہیت کو نہ ماننے والے ہوکر بھی مسیحی ہیں۔ ان میں بعض

فرقے مسیحیت کو نہ مان کر یا اقرار کر کے نہ مانکر مسیحی ہیں۔ ان میں بعض فرقے دیگر مسیحیوں کو جو ان کے موافق عقیدے نہیں رکھتے ہیں کافر کہنے والے موجود ہیں۔ غرضیکہ مسیحیوں کے مختلف عقیدے ماننے والے اور نہ ماننے والے مسیحی کہلاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ گو مسیحیت کی بابت مسیحیوں کے عقیدے ایک حد تک مسیحیت کا اظہار کرتے ہیں۔ تو بھی ایک دوسرے کے نزدیک مقبول نہیں ہیں۔ ان میں کلام اللہ کے مفہوم کا پورا پورا مطلب ادا نہیں ہوا ہے تو بھی ہر ایک فرقہ کے مسیحی کلام اللہ کو سمجھنے اور اس کی درست تفہیم پر عقائد کو بنانے اور ایک ایسا مسیحی عقائد نامہ تیار کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جو ہر ایک فرقہ کے مسیحیوں کو اتفاق و اتحاد کے رشتہ سے باندھ دیوے مسیحی ایسی کوشش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ مگر ہم یہ بات کہنے سے ہرگز رک نہیں سکتے کہ مسیحیت وہی اور اسی قدر نہیں ہے جس قدر مسیحیوں کے عقائد و رسوم سے ظاہر کی گئی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا ہے۔

ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے متی ۷: ۲۱ ÷

بہتیرے مسیحی عقائد کے معتقد آسمانی باپ کی مرضی پر نہیں چلتے۔ بہتیروں کی زندگی جو مسیحی عقائد کے معتقد ہیں مسیحیت کے پاک دامن پر داغ ہے۔ غیر مسیحیوں میں ایسے اصحاب ملتے ہیں جو اگرچہ کسی مسیحی فرقہ کے عقیدے کو ماننے کا اقرار نہیں کرتے تو بھی انہوں نے مسیحیوں کی بائبل سے مسیحیت کو پی لیا ہے ان کی زندگی اور زندگی کا طرز عمل وغیرہ مسیحیت کے موافق بن گیا ہے۔ ایسے اصحاب میں سے مہاتما گاندھی ایک مثال ہیں مرقس ۹: ۳۸-۴۰۔

پس ہم کہتے ہیں کہ مسیحیوں کے عقائد مروجہ کا اعتراف کئے بغیر کوئی شخص مسیحیت کو پہن سکتا ہے۔

مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ کوئی غیر مسیحی مسیحیوں کے عقائد کا اعتراف و اقرار کئے بغیر مسیحیوں کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا نہ مسیحیوں کے عقائد کا انکار کر کے مسیحی جماعت میں رہ سکتا ہے۔ خداوند کا فرمان ہے کہ "جو ہمارا مخالف نہیں وہ ہماری طرف ہے۔" متی

مسیحیوں کی کیفیت حاضرہ کے عقائد و رسوم میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ کچھ تو قدامت پسندی پر مبنی ہے۔ کچھ جدت پسندی پر منحصر ہے۔ کچھ انتظام پسندی پر انحصار رکھتا ہے۔ بہرحال مسیحیوں کے جملہ اختلافات اجتہادی ہیں جن میں مخالفین کے نیک نیت اور بے الزام ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ مگر اصلی و حقیقی مسیحیت ان اختلافات کی اوپر کی سطح پر نہیں ملتی بلکہ ان اختلافات کے نیچے ہے جس کا مختصر بیان ہم ذیل میں کرتے ہیں۔"

لاہور میں میں نے کیا دیکھا

انسان فطرۃً اس کا شائق رہتا ہے کہ جہاں کہیں وہ جائے وہاں کی آب و ہوا، ماحول اور اس کے اہالی کی عادات پر ایک غائر و متجسسانہ نگاہ ڈالے۔ چونکہ لاہور میرے لئے ایک نئی جگہ تھی اس لئے کمترین نے بھی انہیں امور کا بغور مطالعہ کیا اور وہ ہدیہ تقدیم خدمت ہیں۔

اسٹیشن پر اترتے ہی ایک خوش قطع اور خوش وضع نوجوان ہماری طرف آہستہ آہستہ بڑھا اور انگریزی لباس میں دیکھ کر نہایت ہی حسن عادات کے ساتھ انگریزی میں اظہار تعارف کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ مسٹر ایف نجم الدین ہیں اور صرف ہمارے لینے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ہمراہ ہم اس قیامگاہ تک گئے جس کا نام ہم نے فلک چہارم رکھا ہے۔ درحقیقت ہم میں فلکِ چہارم میں رہنے کی قابلیت نہ تھی۔ کیونکہ ہمارے ساتھ ایسے آلات موجود تھے جن کے وساطت سے ہم غسل اور منہ ہاتھ دھونے کے پانی کو فلک پنجم کی طرف بہاتے۔ اس لئے بدقسمتی سے وہاں سے اترنا پڑا۔ اور پروفیسر سراج الدین صاحب بجید اصرار کے ساتھ ہم فلک زدوں کو اپنے دولت خانہ پر لے گئے جو کچھ ہم نے یہاں دیکھا اگر اس کو انہیں کم و کیف کے ساتھ لکھوں تو یقیناً یا تو لوگ مبالغہ سمجھیں گے یا کمترین کو چاپلوسی و تملق نمائی سے متہم کریں گے۔ بایں ہمہ اسکو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کے اور آپ کی اہلیہ محترمہ کی سچی مسیحانہ زندگی اور برادرانہ مہمان نوازی درویشانہ اخلاق اور حسن سلوک نے جو اثر میرے اور میرے رفیقوں کے دلوں پر ڈالا۔ اسکو ہم ہی جانتے ہیں۔ میرا قلم اس کے اظہار سے قاصر ہے۔

ہم نے سلسلہ کلام کو ملحوظ رکھ کر سب سے پہلے اپنے محترم پروفیسر صاحب کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ سب سے پہلے جن صاحب نے ہمیں اپنا لنگوار بنایا وہ ہمارے قابل توصیف بزرگ بی۔ ایل۔ رلیا رام صاحب ہی تھے اور یہی ان کے حسن سلوک اور قدر افزائی کی ایک بین دلیل ہے کہ آپ نمک خوارانی میں سب سے سبقت لے گئے آپ جس مکان میں سکونت رکھتے ہیں وہ چرخ چہارم سے بھی بلند ہے۔ اترنے اور چڑھنے میں مجھ کو تو ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن میرے ساتھ صاحب کی ٹانگوں میں اب تک کچھ درد باقی ہے اور معلوم نہیں کہ پادری عبد الحق صاحب پر کیا گذر رہی ہوگی۔

اس کے بعد مثروت نشان وارث صاحب نے ہمیں مدعو کیا۔ جن کے نام نامی سے وارث۔ روڈ کو انتساب کا فخر حاصل ہے۔ آپ بے حد خلیق اور مہمان نواز واقع ہوئے ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فلک چہارم میں چند وجوہات کی بنا پر ہم نہیں رہ سکتے ہیں تو علی الصبح سب سے پہلے آپ ہی تشریف لے آئے اور بے حد اصرار کیا کہ ہم آپ کے ساتھ جا کر رہیں۔ لیکن ہم اس قدر آسانی سے فلک چہارم کو کب



چھوڑنے والے تھے۔

اب ہمارے بزرگ اور واجب التعظیم جناب ڈاکٹر نامر صاحب کی باری آئی۔ آپ ہمیں پدرانہ شفقت کے ساتھ اپنے ہمراہ لے گئے اور بہت کچھ سرفراز فرمایا جسکا ہم شکریہ ادا نہیں کرسکتے ہیں۔ گو کہ میں جناب ڈاکٹر صاحب کا غائبانہ شیدا تھا اور آپ کے اخلاق اور عادات کا ذکر اکثر میرے محب یکجہتی مسٹر این ایس نامر سب انسپکٹر پولیس کیا کرتے تھے۔ لیکن جب وہاں جاکر بچشم خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت آپ فرشتہ سیرت شخص ہیں۔

بعد ازیں جناب معظم ڈاکٹر آٹو۔ ۔ ۔ صاحب موٹر پر ہمیں اپنے دولت خانہ پر لے گئے۔ آپ اور آپ کے عائلہ عجیب ذی اخلاق اور مجلس آرا ہیں جتنی دیر ہم آپ کے یہاں رہے بے حد مسرور و محظوظ رہے۔

غرضیکہ جب تک ہم لاہور میں رہے اسی قسم کی تسلسل ضیافات میں اُلجھے رہے۔ جسکا بالتفصیل ذکر طوالت سے خالی نہیں۔ البتہ مسٹر ایف نجم الدین کے بڑے بھائی صاحب اور سینٹ جانس ڈیوینٹی کے طلبا اور میرے بے حد دوست چھچا جاں کی دعوتیں قابل صد ہزاران تشکر ہیں۔ جب میں اپنے دوست کے مضامین نورافشاں میں پڑھا کرتا تھا تو میں یہ سمجھتا تھا کہ آپ ایک ضعیف العمر شخص ہونگے۔ لیکن جب ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ بمشکل بیس بائیس سال کے ہونگے۔ آپ میں مسیحی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ نے جو یادگاری بوسہ اسٹیشن پر لیا تھا اب تک میرے گالوں کو سہلا رہا ہے اور امید ہے کہ حین حیات تک سہلاتا رہیگا۔ آپ نے ہمیں اپنا اڈریس بھی دیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ کھو گیا۔ آپ نے لاہور کے مباحثہ کی ایک نہایت ہی دلچسپ کارٹون بنائی تھی جسکو وہ کہ کب ہند میں بھیجنے والے تھے معلوم نہیں کہ اُس کا کیا حشر ہوا۔

مجھ کو اپنے عزیز دوست موسےٰ خاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا تھا لیکن نہ کرسکا خیر آپ نورافشاں کے کسی نمبر کو بمشکل اُن کے مضمون سے خالی پائینگے۔ اب اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ باوجود اس کم سنی کے آپ کس قدر مذہبی جوش اور غیرت رکھتے ہیں آپ مذہبی معاملات میں اس قدر منہمک رہتے ہیں کہ مجھ کو آپ کی صحت میں فرق آنے کا ڈر ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کو اسکی بابت نصیحت بھی کی تھی۔

لاہور کے قیام کے آخری دن میں ہمارے کرمفرما جناب . . . . صاحب نے اپنے خاص حرفہ سے علاوہ دعوت کے ہمیں لاہور کے کل آثار قدیمہ کی سیر کرائی۔ میں آپ کی اس محبت اور قدر دانی کا بے نہایت متافر اور متشکر ہوں۔

لاہور میں جس امر سے کمترین کو زیادہ مسرت حاصل ہوئی وہ ہمارے بزرگ اور قابل فخر علامۂ عبرانی پادری قاضی خیر اللہ صاحب کی دیدار مبارک ہے۔ ہم قوم ہونے کے سبب سے جس اُلفت اور محبت کا اظہار آپ نے کیا میرے قلم بے زبان اس کے ادا کرنے سے سراسر قاصر اور عاجز ہے۔ آپ نے کمترین کو ایک نسخہ انجیل مقدس کا عبرانی زبان میں اور توریت کا ایک اڈیشن ملاطفہ کی شکل کا تحفۃً عنایت فرمایا جس کا میں شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔

میں نے اس مضمون میں جناب قبلہ پادری غلام مسیح صاحب اڈیٹر نورافشاں اور جناب پادری علی بخش صاحب اور ایف نجم الدین صاحب کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ جس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہمارے اور اُن کے تعلقات کا بیان کرنا قلم کے احاطہ امکان سے خارج ہے۔ ہماری سکوت اس کی دلیل ہے کہ ہم ایک جان اور چاز بدن ہیں۔

یہاں تک ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ صرف لاہور کی مسیحی جماعت کے متعلق ہے جس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ لاہور کے مسیحی احباب کس قدر قابل نمونہ ہیں۔ اب ہم خود لاہور اور اُن کے متعلق کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں جو کہ اہم ہیں۔

ایک دن ہم نے ارادہ کرلیا کہ احمدیہ بلڈنگس میں جاکر مولوی محمد علی صاحب سے شرف قدمبوسی حاصل کریں۔ چنانچہ کمترین اور جناب پادری غلام مسیح صاحب اور جناب پادری عبدالحق صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور ہمیں بھی وہیں بلوایا جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ایک قسم کی بے اعتنائی ظاہر کرکے وہیں سے بیٹھے بیٹھے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ جس کو دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کیونکہ ہم کو آپ سے خلق کریمانہ اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کی توقع تھی۔ اگر جناب پادری غلام مسیح صاحب اور اُن کے بعد پادری عبدالحق صاحب اُن سے مصافحہ نہ کرتے تو میں ایسے . . . . مولوی سے ہرگز ہرگز مصافحہ نہ کرتا۔ لیکن اسی روز دو ایک مسلمان اور مشہور کتب فروشوں سے ملکر ایک گونہ اطمینان ہوا کہ پنجابیوں کی عادت کچھ اس قسم کی ہے۔ برعکس اس کے جب کمترین ایک خاص استفسار کی غرض سے معہ چند ممتاز مسیحیوں کے جن میں پادری غلام مسیح صاحب اور پادری علی بخش صاحب اور پروفیسر سراج الدین صاحب اور موسےٰ خاں صاحب اور پادری عبدالحق صاحب بھی شامل تھے فخر اسلام خواجہ کمال الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے نہایت کمال تہذیب کے ساتھ جو درحقیقت مسلمانوں کی ایک ممتاز

صفت ہے ہمیں منظور کیا اور باوجود اس کے رمضان کا مہینہ تھا آپ نے ہمیں چائے اور اس کے لوازمات سے سرفراز کیا۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

خود شہر لاہور باستثنائے آبادی قدیمہ کے جس کی گلیاں اور بازار نہایت تنگ و تار واقع ہوئے ہیں۔ نہایت خوبصورت اور دلفریب ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہاں کے مسیحی بھی نہایت خوشحال اور فرخندہ بال ہونے کے باوجود مسیحانہ زندگی اور جوش و غیرت میں قابلِ تقلید اور بے مثل ہیں۔

بالآخر جناب بزرگ پادری دینا ناتھ کے شکریہ کے بعد کمترین ان کل مسیحی بھائیوں کا از تہ دل شکر گذار ہے جنہوں نے اسٹیشن تک تکلیف گوارا فرمائی اور کمترین کی قدر افزائی کی۔ علی الخصوص جناب پچ سنگھ خان صاحب کا بے حد ممنون احسان ہوں جنہوں نے تحفتہً ہمیں ایک بیش قیمت چیز یعنی سگار موتھ ہولڈر عنایت کی جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا درحقیقت میرے کام کی چیز ہے۔

اگر میں اس مضمون کا اختتام جناب معظم ڈاکٹر کس صاحب فورمین کرسچن کالج کے پرنسپل کی شکر گذاری پر نہ کروں تو میں اپنے آپ کو سخت ناشکر گذار سمجھوں گا آپ نہایت خلیق اور قابل نمونہ مشنری ہیں۔ فقط والسلام

جملہ مسیحی بھائیوں کا خادم اور شکر گذار

ایس۔ ایم۔ پال۔

شکروار کی دوپہر کو لالہ شبنداس سوداگر سگریٹ شاہ عالمی بازار لاہور کی دوکان سے ایک شخص جو مسلمان بتایا جاتا ہے صندوقچی میں سے ۱٦ سو روپیہ کے نوٹوں کا بنڈل نکال کر لے گیا۔ یہ شخص سگریٹ کا ڈبہ خریدنے آیا تھا۔ آنکھ بچا کر سب کچھ تیر کر گیا۔ افسوس

(اخبار عام)

سہارنپور کنونشن

یہ کنونشن بفضل خدا از ابتدائی مورخہ ۹ اپریل لغایت ۱۵ اپریل اختتام پر پہنچی۔ شہر سہارنپور پنجاب اور یو۔پی کے درمیان ایک مرکزی مقام ہونے کے باعث ایسی مجلسوں کے اجتماع کے لئے ایک نہایت ہی موزوں جگہ ثابت ہوئی ہے۔ اسی لئے ہر سال اس جگہ پر یہ مذہبی مجلس فراہم ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہ مجمع خصوصاً اس سوسائٹی کے مسیحیوں کی خاطر جن کی تعداد اس علاقہ میں تقریباً ڈیڑھ ہزار ہوگی ایک میلے کی صورت میں جاری ہوا۔ لیکن بتدریج دوسری مشنوں کے الحاق کے باعث یہ ایک متحدہ کنونشن کی صورت میں مبتدل ہوگیا۔ اس سال شہر کے ہر دو اطراف سے لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے رہائش اور انگریزی کھانے کا انتظام زیادہ تر نیوزیلینڈ کے مشنری صاحبان کے سپرد تھا اور انہوں نے اسے ایسی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ حاضرین کے دل پر محبت اور شفقت کا ایک اعلیٰ معیار چھوڑ گئے ہیں۔ جزاک اللہ۔

امسال کنونشن کا خاص مضمون "مسیح کو تکتے رہو" تھا۔ اول روز میر مجلس ڈاکٹر کلیفی صاحب نے ایک پُرمطلب اور گہرا ابتدائی درس دیا۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ ہم دعا کے ذریعے خداوند کی مدد اس کے ساتھ ملکر کریں۔ صاحب موصوف ایک مردِ دعا ہیں۔ اور آپ کی شخصیت اور گفتگو سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔

صبح کے وقت کلام کی تلاوت کے موقع پر ڈاکٹر براؤں صاحب نے چار درس دیئے۔ آپ کلام سے بخوبی واقف ہیں۔ نئے عہد نامہ کی چیدہ چیدہ آیات سے آپ نے (الف) مسیح کی انسانیت (ب) مسیح کی الوہیت (ج) روح القدس کا خدا ہے جو مددگار ہے (د) اور معمور کرنے والی زندگی پر خوب روشنی ڈال کر یہ ظاہر کیا کہ ہم کو اسے تاکتے رہنا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب زبان دانی کی کمزوری کے باعث ہر دلعزیز ہونے سے قاصر رہے۔ پر یہ بات مسلم الثبوت قرار پائی کہ آپ کے درس روحانی تجربوں پر مبنی تھے۔

شام کی عبادت میں پادری کینن سینری صاحب نے دو پُرجوش اور موثر درس دیئے اور یہ آپ کی وعظوں کا اثر تھا کہ پژمردہ اور اُداس اور مایوس دلوں میں از سر نو زندگی اور جوش پیدا ہوگیا۔ آپ کے درس مدلل۔ فصاحت اور بلاغت سے پُر تھے اور بہتوں کے لئے بڑی برکت کا وسیلہ ثابت ہوئے آپ نے مسیح مذہب اور ویدانت کے اصلی رشتہ کو اعلیٰ ترین مثالوں سے پایۂ ثبوت تک پہنچایا اور یہ بھی بتایا کہ مسیح اطمینان کا چشمہ ہے اور اس پر تکتے رہنے سے ہم کو اطمینان قلبی حاصل ہو سکتا ہے۔

پادری آگسٹین رلیارام صاحب نے بھی دو درس شام کی عبادت میں دیئے۔ جو مقبول عام ہوئے۔ آپ کے جوش و خروش نے دلوں کو ہلا دیا۔ خاصکر مسیح مصلوب کی تصویر کھینچتے ہوئے آپ درجۂ کمالیت پر پہنچ گئے۔ تنگی اور تکلیف میں خوشی سے گانا اور مسیح کو تکتے رہنا آپ کی وعظوں کا خلاصہ تھا۔

انگریزی خواں صاحبان کے لئے ہر روز گرجہ گھر میں درس ہوتے رہے۔

مسٹر ہونز صاحب نے پرہیزگاری پر ایک لیکچر دیا اور ایک پیرایہ میں نوجوانوں کو اس کے فوائد دکھائے آپ کی سادگی حب الوطنی اور زندہ دلی قابل تعریف ہے۔ اگر کلیسیا میں آپ جیسے ایک دو لیڈر پیدا



ہو جاویں تو ہم بہت جلد مذہبی آزادی حاصل کرینگے۔

آپ کی بیم صاحبہ نے باوجود علالت طبع کے ایک موزوں گیت گا کر کے اس میٹنگ کی رونق کو دوبالا کیا۔ دعا ہے کہ خدا آپ دونوں کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے اور آپ کی خدمات پر برکات بخشے۔

دوران کنونشن میں پادری عبدالحق صاحب نے شام کے وقت ہندوستانی غیر مسیحیوں میں بشارتی لیکچر دیئے۔ میدانِ مباحثہ میں کسی صاحب نے آنے کی دلیری نہ کی اور اس طرح سے مسیح مذہب کی صداقت پر داد دی۔

کنونشن کے عام انتظام پر نظر دوڑاتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پادری بی ایل رامی کی محبت اور مشقت سے یہ کنونشن قائم ہوئی اور کسی درجہ تک کامیابی کے ساتھ اختتام پر پہنچی۔ منتظمان کنونشن سے میری یہ عرض ہے کہ پادری صاحب موصوف کی خدمات کے عوضانہ میں اگر وہ اس کنونشن کو ان کے اسم نامی سے نامزد کریں اور اسے **رامی کنونشن** کا نام دیدیں تو کسی طور سے بعید از انصاف نہ ہوگا۔ پادری طالب الدین صاحب نے کھانے پینے کا انتظام اعلیٰ طریق پر کر کے حاضرین کو اپنا مشکور و ممنون بنایا۔

ہندوستانی کھانے کا انتظام تسلی بخش نہ تھا۔ دوران کنونشن میں چندہ پر زیادہ زور دیا گیا۔ شاید اے پی مشن کی روپیہ کی کمی کے باعث سکریٹری صاحب پادری امرداس نے اپنی مطلوبہ خدمات کو سرانجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ چھوڑا۔ مضمون کے بارے میں میں یہ عرض کرونگا کہ درس اچھے تھے۔ لیکن زیادہ تر تہذیب کے لباس میں ملبس تھے۔ اگر مضمون کو ایشیائی روشنی میں پیش کیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ پادری کینن بنرجی صاحب سے امید تھی کہ وہ اس کمی کو پورا کرینگے پر وہ بھی کنارہ چھوڑ کر واپس چلے جاتے تھے۔ واعظین بھی آنے والے سالوں میں بہتر مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ نہیں تو بہت کم لوگ اس میں حصہ لینگے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ جو فائدہ حاضرین کو اس کنونشن سے ہوا ہے۔ وہ قائم رہے اور ہم اپنی زندگی سے مسیح کو دنیا پر ظاہر کریں۔ ہندوستان اس وقت اعلیٰ مسیحی زندگیوں کا خواہاں ہو رہا ہے۔ سو آؤ کمر باندھیں اور اُسے مسیح کے واسطے فتح کریں۔

انعام۔ اے پی مشن سہارنپور (یوپی)

کانفرنس اہلحدیث

گذشتہ سے پیوستہ

پادری صاحب۔ مولوی صاحب میں آپ سے وحدت محضہ کی تعریف پوچھتا ہوں جس کو آپ بیان فرماتے جاتے ہیں۔ وحدت کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً وحدت جنسی۔ نوعی صنفی شخصی۔ عددی وغیرہ۔ ان میں سے اسلامی وحدت کس قسم میں داخل ہے۔ اور اگر ان کے سوا ہے تو اس کی تعیین فرمائے۔ اور سورہ اخلاص میں جو آحد کے لفظ پر آپ زور دیتے ہیں تو یہ لفظ بھی وحدت محضہ کے اظہار کے لئے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اسی سورہ میں "کفو" کے لئے یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی کفواً احد اور نیز لا نفرق بین احد من رسله میں لفظ آحد میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ تخصیص اور لفظ بین کا استعمال لفظ احد کے ساتھ اس کے تکثر پر دلالت کرتا ہے اور جو آپ نے خدا کو صفات میں واحد کہا ہے یہ عجائب امور میں سے ہے۔ کیونکہ صفات جمع ہے صفت کی۔ پس خدا صفات متکثر ہو سکتا ہے نہ کہ واحد اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ خدا کی کوئی مثال یا مثل نہیں تو یہ وحدت محضہ کی تعریف نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بھی سلب پایا جاتا ہے۔ اور اگر مثل سے آپ کی مراد مماثلت تامہ ہے تو یہ تمام فلاسفروں کے مسلمات میں سے ہے کہ مثلین کا وجود ہی محال ہے۔ کسی کی بھی کوئی پوری مثل ہوتا ہی نہیں۔ اور خدا قرآن کے نزدیک ایسا بے مثال بھی نہیں۔ بلکہ اُس میں خدا کو نور کہا گیا ہے اور اُس کے نور کو کمشکوٰۃ فیہا مصباح کہا گیا ہے۔ پس خدا کو صفات میں یکتا یا لاثانی کہہ سکتے ہیں نہ کہ واحد محض۔

مولوی صاحب۔ احد کا لفظ لااور حرف خدا کے شریک کے لئے ہی آیا ہے۔ کسی موجودہ شے کے لئے نہیں (پھر چند آیات قرآن سے پڑھیں جن کا تعلق مضمون سے کچھ نہ تھا اور صوم و صلوٰۃ و حلال و حرام کا بھی ذکر کیا)

پادری صاحب۔ آپ نے صوم و صلوٰۃ و حلال و حرام کا ذکر تو کر دیا لیکن وحدت محضہ کی تعریف اور دلیل کو چھوا تک نہیں۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ وحدت محضہ وحدات کی کون سی قسم سے متعلق ہے۔ اور آحد کا لفظ سوائے خدا کے صرف شریک باری تعالیٰ کے لئے ہی نہیں آیا۔ بلکہ جیسا میں بیان کر چکا ہوں۔ رسولوں کے لئے بھی آیا ہے جسکی ایجابی صورت یوں ہو سکتی ہے۔ کہ ہم رسولوں کو برابر سمجھتے ہیں اور اگر تعریف نہیں بتا سکتے تو قرآن میں سے کوئی ایسا لفظ ہی نکال دکھائیں جس سے وحدت محضہ کا مفہوم نکلے اور میں پھر عرض کرتا ہوں کہ سورہ اخلاص میں کوئی تعریف نہیں اور اگر نفی کی صورت میں خلافِ اصول تعریف جائز بھی مان لی جائے تو بھی وہ جامع اور مانع نہیں اور آپ کے خدا کی تعریف سے زیادہ جامع تعریف میں نے کر دی۔ جبکہ ان نفیوں کے ساتھ چند ایک اور سوالب کا بھی ذکر کیا جیسے لاتصور لامرکب لامحدود وغیرہ اور صفات کی نسبت مہربانی کر کے فرمائیں کہ صفات کے تکثر کا وحدت محضہ سے کیا

رشتہ ہے۔ وہ صفات عین ذات ہیں یا غیر ذات۔

مولوی صاحب۔ قرآن میں تعریف کا لفظ تو نہیں لیکن مضمون ہے۔ واحد خدا سے غیر کی نفی ہے۔ آپ دوسروں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ قرآن منطق کی کتابوں کی طرح نہیں۔ نبی کو خدا نے شاعر نہیں بنایا۔ قرآن کے الفاظ برہان کے ساتھ ہیں۔ وحدت محضہ کا مضمون قرآن میں موجود ہے۔ خدا کہتا ہے۔ کہ میری مثل کوئی نہیں۔ یہ تعریف سالبہ ہے۔ اہل سنت کی کتاب تلخیص میں فصاحت کی تعریف نفی میں ہے۔ قرآن کی وحدت فطرت کے مطابق ہے۔

پادری صاحب۔ آپ نے بجائے منطق کے تعریف کی تعریف کے لئے علم البیان میں جا کر پناہ لی۔ حالانکہ یہ منطق سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر فصاحت و بلاغت کو ہی آسانی علم کہتے ہیں تو اس میں مبالغہ یعنی تبلیغ۔ اغراق اور غلو کو بلیغ قرار دیا ہے۔ حالانکہ غلو وہ جھوٹ ہے جو عقل اور عادت دونوں کے روسے محال ہے۔ شاید شیخ سعدی کا یہ قول زیادہ فصیح ہے ؎

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ نے وحدت کی تعریف سے اعراض فرمایا اور نہ کوئی دلیل دی ہے۔ نفی سے وحدت محضہ کی تعیین نہیں ہوتی اور تفقرہ تبسنی اور سکافو کی نفی سے واحد کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن میں حلت وحرمت اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ جسمانی تہذیب کا تو ذکر ہے۔ لیکن روحانی تہذیب اور معرفت آلہی کا مطلق ذکر نہیں اور درحقیقت خدا کی صلبی صفات کا ذکر بھی بائبل ہی سے قرآن نے لیا ہے۔ خدا کے بے مثل ہونے کا ذکر بائبل میں بھی موجود ہے۔ میں تو آپ سے اسلامی توحید اور وحدت محضہ کی تعریف کا مطالبہ کرتا ہوں۔ نہ خدا کی ہستی اور نہ اُس کی وحدت بمقابلہ اغیار کا۔

مولوی صاحب۔ حلال حرام کا تعلق روح سے ہے۔ کیونکہ اُس کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ قرآن میں جسمانی اور روحانی عرفان موجود ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام روح ہے۔ کیونکہ اُس کی تعلیم روحانی ہے۔ انجیل میں تو ماں کے ساتھ نکاح کی بھی ممانعت مذکور نہیں۔ خدا صیں نہیں آتا۔

(مولوی صاحب کی یہ آخری تقریر تھی جس کے بعد پادری صاحب کو بولنے کی اجازت نہ تھی شاید اسی لئے مولوی صاحب نے ماں کے ساتھ نکاح کا ذکر کر دیا کہ اس کا جواب اب پادری صاحب نہ دے سکینگے۔ چونکہ توریت شریف میں ماں کے ساتھ نکاح کی ممانعت مذکور ہے اور دیگر بعض رشتوں میں شادی کی بھی ممانعت وہاں پائی جاتی ہے۔ اور بائبل میں عموماً یہ تکرار پایا نہیں جاتا۔ اس لئے انجیل میں اس کے خاص ذکر کی ضرورت نہ تھی۔ ج علی بخش)

سرخاب

گذشتہ سے پیوستہ

اسی سلسلے میں ہماری نظر ایک قسم کے پرند (سرخاب چکرا چکوی) پر جا پڑتی ہے۔ وہ بیچارے نر و مادہ دن بھر جبکہ سلامتی اور نور کا شہزادہ اپنا دربار لگائے ہوئے تھا۔ کمال محبت اور صلح کل اور ہنسی اور خوشی سے اپنے اوقات میسرہ کو استعمال کر رہے تھے۔ اور تمام دن باہم چہل پہل اور خوشی کے نعروں اور حمد وثنا میں مشغول تھے۔ اور اپنے خالق کا شکرانہ بجالاتے تھے جس نے اُنہیں ایسا فرحت بخش ملک اور ایسا سہانا وقت دیا تھا اور ایسا بادشاہ جس کی حکومت میں وہ ایسے شاداں و فرحاں تھے کہ وہ ہر وقت اُسی کی حمد اور شکرانہ میں اُسی کے نغمے گا گا کر اپنی خلوص دلی اور ارادت کا جو انہیں اُن کے بنانے والے کے ساتھ تھی۔ اظہار کر رہے تھے کہ یکایک اُنہیں پیغام ملا کہ نور کا شہزادہ کچھ عرصے کے لئے اپنی دیگر رعیت کی خبرگیری کے واسطے دورے پر جا رہا ہے اور عنقریب روانہ ہونے کو ہے اور اس وقت وہ اپنا لباس جو کہ چمکدار اور آبدار ہے۔ اور تاج جو کہ سنہرے پن اور چمکاہٹ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ تبدیل کر رہا ہے۔ محل کے مغربی کونے پر رتھ پر سوار ہو گیا ہے۔ اور تمام اہل جہاں اُسکو پیار کی نظروں روانہ ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ اب رتھ بان کو حکم ملگیا۔ وہ سواری چل پڑی۔ سب لوگ اس واقع کے غمزدہ ہو کر گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ بعض تیز گامی سے اور بعض آہستہ آہستہ چل رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑھوں کو اس واقع سے بہت رنج ہوا ہے۔ کیونکہ وہ اس قسم کی کمزوری سے اپنا عصا نہایت ہوشیاری سے ٹیک ٹیک کر چل رہے ہیں۔ ابھی سب لوگ اپنے اپنے گھروں تک پہنچے بھی نہیں تھے کہ ایک دراز قامت جس کا قد زمین سے آسمان تک اور جس کا موٹاپن قریب آدھی زمین کی فراخی تک معلوم ہوتا تھا۔ سیاہ فام اپنے تمام وزیروں مشیروں اور تمام خادموں کو ہمراہ لئے ہوئے تھا جو کہ اُس کا سیاہ... لباس اُٹھائے ہوئے اس کے ہمراہ خراماں خراماں چلے آ رہے تھے۔ کیونکہ انہیں ہمیشہ شہزادے کی روانگی کا پتہ ملجاتا ہے۔ کیونکہ ان بیچاروں کے جاسوس تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اب اسی موقع پر انہیں دو جانوروں کی طرف اپنی توجہ کو مبذول کریں۔ جو کہ کمال افسوس و رنج سے اس شہزادے کو جاتا دیکھ چکے ہیں۔ ان کے چہروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں شہزادے کی غیر حاضری سے کیسا رنج ہوا ہے اور وہ بھی کہ خیال



مصیبت کو محسوس کر رہے ہیں۔ آہ! یہ کیا ہوا۔ اب تو وہ بے قرار اور مضطرب اور خستہ دل سے پھڑپھڑا کر اُڑ گئے۔ ذرا آگے چلیں۔ یہ دریا کے کنارے ایک وہی پرندہ نظر آرہا ہے۔ دوسرے کو کیا ہوا۔ چلو اُسکی تلاش میں چلیں۔ ادھر دیکھو یہ دوسرا پرندہ بیٹھا ہے۔ ذرا بھائی ٹھہر جانا۔ دیکھو اُڑ چلا۔ یہ کدھر جا رہا ہے۔ وہ دیکھو اُس طرف سے وہی پرندہ اُڑتا چلا آرہا ہے۔ کیوں بھائی یہ کیوں ادھر آگیا۔ اور ادھر سے یہ پرندہ جو یہاں بیٹھا تھا وہ کیوں اُس طرف اُڑ گیا۔ اب دیکھو یہ پھر اُڑا اور اُدھر سے وہی پھر واپس آگیا اب یہ ہرگز ادھر سے اُس طرف نہیں جائیگا۔ اے لو۔ وہ اُڑ گیا۔ اُڑ گیا۔ ناظرین ہم جوں جوں اس نر و مادہ پرندوں کو دیکھتے جاویں ان کا اُڑنے کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی اس عرصہ میں جبکہ نور کا شہزادہ غیر حاضر ہے یہ آپس میں ملاقات کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے سے ملنے کے لئے ہی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر دوڑ دھوپ سعی و کوشش کرتے ہیں۔ لیکن تاوقتیکہ روشنی کا بادشاہ نہ آوے۔ اُنہیں ہرگز خوشی نہیں نصیب نہیں ہوتی۔ اُنہیں یہ ۱۲ گھنٹے کی اندھیری حکومت ہزار برس کے برابر معلوم ہوتی ہے۔ اب دیکھو مشرق کونے کی طرف سے کس کی آمد کی آگاہی پہ آگاہی مل رہی ہے۔ نقیب صبح گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا ہے۔ اور نسیم سحری اپنی تمام پریوں کو رخت پہنا کر صبح کے شہزادے کے استقبال کے لئے تیاری میں مشغول ہے۔ ہر ایک کی آنکھیں نرگس بیمار کی طرح شرق کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ مرغان چمن اور تمام چرند پرند اپنی اپنی آرام گاہوں سے نکلکر اشجار پر بیٹھکر حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہیں۔ اس وقت ارباب سخن اور مطرب اگر ان ننھی ننھی مخلوق کا گانا سنیں تو کہ وہ تال و سرور کے ساتھ گا رہے ہیں۔ تو عرق شرم سے اپنے لباس کو تر کر لیویں۔ لو وہ نور کا شہزادہ اپنا آبدار اور سنہری تاج پہنکر کروفر کے ساتھ چلا آرہا ہے وہ کالا اژدہا اور اُسکے کارکناں دم دبا کر بھاگ گئے۔ تمام خلائق ہمزباں ہوکر اُس کی حمد و تعریف میں جس نے اُنہیں پیدا کیا مشغول ہوگئے وہ پرندہ (سرخاب) جو رات بھر جدائی کے غم میں مبتلا رہے اور اُن کے اُڑنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ نور کے شہزادے کی آمد کے لئے کس قدر خواہشمند ہیں۔ کیونکہ اُسی کے وسیلے وہ آپس میں ملاقات کر سکتے تھے۔ اب دیکھو وہ دونوں کیسے خوش ہیں اور کیسے ایک دوسرے کے ساتھ خوشی سے چہچہا کر اپنی ننھی ننھی زبانوں سے شکرانہ بجا لا رہے ہیں۔ (باقی آئندہ)

خبریں

اخبار اقدام نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں دلیرانہ لہجہ سے مصر کی خود مختاری کی تعریف کی ہے اور آذربائیجان کے لئے بھی جو سوویٹ کے ظلم و ستم سے نالاں ہے اسی قسم کے انجام کی تمنا کی ہے۔ (ریاست)

برلن کے ایک انجنیر نے ایسا محل تیار کیا ہے۔ کہ جس کے کمرے بٹن دباتے ہی اپنے فرش سمیت منتقل ہو جاتے ہیں۔ فی الحال آزمائشی طریقہ پر ایک ایسی زمین تیار کی گئی ہے کہ جس کا ہر حصہ بٹن کے ذریعہ جدھر چاہے اُدھر ہٹ جائے اور اس زمین پر تین کمرے بنائے گئے ہیں۔ ایک باورچی خانہ۔ ایک برآمدہ اور ایک استراحت کا کمرہ۔ برآمدہ کے دیوار میں جرمنی قاعدہ کے بموجب ایک دیوار میں کتابوں کی الماریاں لگی ہوئی ہیں اور دوسری میں سونا راگ وغیرہ ذرا سا بٹن دبایا اور برآمدہ کتب خانہ بنجاتا ہے اور پھر بٹن دباتے ہی آن کی آن میں کتب خانہ استراحت کے کمرہ سے بدل جاتا ہے اور پھر دباتے ہی مہمانخانہ کا خانہ کمرہ آگے آجاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ باورچی خانہ مع ضروری لوازمات اسی کمرہ سے لگا ہوا موجود ہوتا ہے۔ اس جدید ایجاد سے لوگ بہت زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔

چند روز میں چاند کے بعد تمام آسمانی ستاروں میں زہرہ کی روشنی سب سے زیادہ زمین پر پڑنے لگے گی۔ آجکل بھی آفتاب ڈوبتے ہی اس کی شعاعیں نہایت تیزی کے ساتھ زمین پر پڑتی دکھائی دیتی ہیں۔ روشنی میں اس قدر تیزی کا اصل سبب یہ ہے کہ زہرہ فی منٹ ۱۳ میل کی مسافت طے کرتی ہوئی زمین کے قریب آرہی ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ماہ مئی میں اس کی روشنی زیادہ بڑھ جائیگی۔ فی الحال زہرہ زمین سے نو کروڑ نو لاکھ میل پر پہنچ چکی ہے اور مئی تک وہ اپنی مسافت طے کرتی ہوئی فقط زمین سے چار کروڑ ۲۰ لاکھ میل پر پہنچ جائیگی۔ آج بھی آسمان کے تاروں میں سورج اور چاند کے بعد زہرہ کی طرح روشن کوئی ستارہ نہیں ہے۔ جو زمین سے اُسکی نزدیکی کا باعث ہے (ر)

ولایت کے ایک پادری نے ایک تقریر میں کہا ہے کہ انجمن اقوام ایک خدا سے منحرف اور شیطانی تحریک ہے اور جو لوگ اس سے فائدہ کی امید رکھتے ہیں وہ وقت کے شیخ چلی ہیں۔ یہ بھی کسی ٹرابزن کے خواب ہیں اُٹھائی ہے

ولایت کے وزیر داخلہ مسٹر بنڈرسن کے پاس ایک وفد گیا تھا کہ قانون میں مناسب تبدیلیاں کر کے سزائے موت کو بالکل اٹھا دیا جائے مگر مسٹر موصوف نے اس معاملہ کو فی الحال ملتوی رکھنا پسند کیا ہے۔

برلن ۲۳ اپریل۔ سینٹ گوتھرڈ کی لائن پر جنوا کے دو ایکسپرس ٹرینیں ٹکرا گئیں۔ دونوں کو دو دو انجن لگے ہوئے تھے۔ ایک گاڑی کو آگ لگ گئی جس سے ۴ شخص جل گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اکثر مسافر جنکو صدمہ پہنچا جرمن سیاح تھے جو اٹالیہ جا رہے تھے

برلن ۲۴ اپریل اندیشہ کیا جاتا ہے کہ بلز ونا کے حادثہ میں سابق جرمن وزیر ہر ہلفریخ جو رجعت پسند جماعت میں تھا مارا گیا ہے۔ اس حادثہ میں ۱۲ جرمن مر گئے بعد کی خبر ہے کہ ہر ہلفریخ اور اُن کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔

لائلپور سے چلکر اپنے کوچ کے دسویں دن پانچواں شہیدی جتھا پیر کی شام کو لاہور پہنچا۔ اپنے مقررہ وقت سے ذرا پہلے آ گیا تھا۔ اس لئے شاہدرہ کے نزدیک جتھا آرام لینے کے لئے سڑک کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ وہاں جتھے کی دودھ مٹھائی وغیرہ سے خوب تواضع بڑی کثرت سے کی گئی۔ جب یہ جتھا دریائے راوی کے پل پر پہنچا تو اُس کا فوٹو لیا گیا اور فلم بھری گئی۔ جب یہ جتھا لاہور کے نزدیک پہنچا تو تماشائیوں کا ہجوم اس سڑک کی دونوں طرف کو جو سڑک شہر سے قلعہ کو جاتی ہے بیشمار ہو گیا۔ قلعہ لاہور کے نزدیک کہ جہاں اکالی لیڈر قید ہیں اس جتھے نے ست سری اکال کے نعروں کے شور وغل سے آسمان سر پر اُٹھا لیا جب جتھا قلعہ لاہور کے قدیم بند دروازہ کے سامنے سے گذرا تو اکالی بینڈ باجے نے شاہی سلامی کی گت بجائی۔

سکواڈرن لیڈر میکلیرن اور پارٹی ایر دیلیوں میں ۲۲ اپریل کی شام کو کراچی پہنچ گئی۔ ۲۵ کو سکواڈرن لیڈر نصیر آباد (راجپوتانہ) روانہ ہو کر دوسرے روز ۲۶ اپریل کو دہلی پہنچ جائیگا۔ دنیا کے گرد اگرد پرواز کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ یعنے انگلستان سے کراچی تک ۳۸۹۰ ½ میل کامیابی کے ساتھ طے کرلئے۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے قانون گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے بارہ میں جو تحقیقات کمیٹی مقرر کی ہے اس کا پہلا جلسہ گذشتہ منگل کو شملہ میں ہوا۔

بادشاہ سلامت نے مع ملکہ معظمہ ویمبلی میں تشریف لے جاکر امپائر ایگزیبیشن کی رسم افتتاح ادا کی۔ نہایت رونق اور دھوم سے رسومات ادا کی گئیں۔ منظر نہایت عالیشان اور خوشنما تھا عوام الناس نے بے حد جوش ظاہر کیا۔ لاکھوں آدمیوں نے نمائشگاہ آکر دیکھی۔

تسخیر ہمالہ کی چوٹی ایورسٹ کی مہم کے رہنما جنرل بروس مرض بخار کے حملہ کے باعث اس مہم سے عارضی طور پر علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اب وہ کچھ عرصہ کے بعد اس مہم میں پھر جاکر شامل ہونگے۔

گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے بانسر اکالیوں کا چھٹا شہیدی جتھہ امرتسر سے جیتو بھیجنے کی تجویز کی۔ یہ جتھا گورداسپور کے اُس علاقہ سے گذریگا جس علاقہ میں سے اب تک کوئی جتھا نہیں گذرا۔

پنجاب گورنمنٹ نے پچاس ہزار روپے کا خاص خرچ طاعون کی روک تھام کے لئے ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ پنجاب کے اختیار میں دیدیا ہے۔ اس میں سے تیس ہزار روپے سے طاعون زدہ علاقے میں ڈاکٹر متعینات کئے جائینگے۔

یوٹھل کے ایک کارخانہ میں سخت آتشزدگی ہوئی مزدوروں کے ۵۰ کچے مکانات جلکر خاکستر ہو گئے۔ جس سے ۳۰۰ آدمی بے خانمان ہو گئے۔ میونسپلٹی اور مقامی تاجروں نے خود چندہ جمع کر کے مکانات بنانے کا سامان مزدوروں کو خرید دیا اور اُن کو غلہ اور خوراک مفت عطا کی۔

یونان کے ۵۷ لاکھ ۸۰ ہزار لوگوں نے جمہوری سلطنت اور ۳۶ ½ لاکھ لوگوں نے بادشاہت قائم کرنے کی رائے دی۔ آخر کثرت رائے پر عمل کر کے جمہوری قائم کر دی گئی۔

انگریزی ہوائی جہاز کے ایک کارپورل کو سکندریہ (مصر) کے نزدیک ہیلیو پولیس میں دو آفندیوں مجرموں نے قتل کر ڈالا۔

تصحیح

نورافشاں مطبوعہ ۲۵ اپریل کے صفحہ ۱۰ کالم اول میں پانچویں شہیدی جتھہ کی درست خبر یوں پڑھیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ پانچواں شہیدی جتھہ پورے کا پورا جیتو کو جا رہا ہے۔

بارہا دفعہ لکھا جا چکا ہے کہ مضمون لکھتے وقت کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ نئے خریدار بھی دیکھئے۔

نزدیک جانا ہندو دھرم سے خارج ہونے کا مترادف سمجھا جاتا اور شودروں کو دوسری ذاتوں کے آدمیوں کے نزدیک جانے کی اجازت نہ تھی۔ چھوت اور اچھوت اور برہمن اور شودر کی تمیز ہندو دھرم نے پیدا کی۔ لہٰذا وہ عالمگیر مذہب نہیں ہو سکتا۔

ہندو دھرم پر مسیحیت کا اثر

جب ہند میں مسیحیت آئی تو سناتن دھرم کے اصول کا قائم رہنا مشکل و ناممکن امر ہو گیا اور ہوتے ہوتے آزاد خیال ہندوؤں کا ایک فرقہ پنڈت دیانند کی ماتحتی میں ہندو دھرم کی مخالفت میں کھڑا ہو گیا۔ ہر چند آریہ صاحبان نے ویدوں کی تعلیم کو زمانہ کی روش کے مطابق بنانے کی سر توڑ جد و جہد کی۔ مگر ہندو دھرم کو اگر عالمگیر مذہب کی شکل و ترتیب دینے کی کوشش کی جائے تو سمجھیے اس کا کچھ نہیں رہ جاتا۔ تاہم آریہ صاحبان نے ہندو دھرم کے برخلاف دنیا میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال۔ جسے صرف برائے نام ہندو دھرم کا نام دیا گیا۔

وید اور آریہ

چنانچہ پنڈت دیانند صاحب کی بہت سی تعلیمات خصوصی ویدوں کی تعلیم میں پائی نہیں جاتیں۔ لہٰذا سناتن دھرمی ہمیشہ دیانندیوں کی مخالفت کرتے رہے اور کرتے جا رہے ہیں۔ پرتاپ (۲۱ اپریل) لکھتا ہے کہ:-

کلکتہ میں سناتن دھرمیوں کا ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا جس میں شری شاردا پیٹھ کے جگت گرو شنکر اچاریہ شری بھارتی کرشن تیرتھ جی مہاراج نے بھی تقریر کی جو کئی پہلوؤں سے قابلِ غور ہے۔ آپ نے کہا کہ ورن آشرم دھرم کی بڑی مہما ہے اچھوت اُدھار اور انتیج اُدھار کے متعلق آپ نے کہا کہ جو لوگ اچھوتوں اور انتیجوں کو اُن کے دان کے مطابق سنتت دھرنت وغیرہ کی تعلیم دیکر اوپر اُٹھانا چاہیے"

اس سے معلوم ہوا کہ اچھوت اور ادنےٰ اقوام سے ملکر کھانے سے ناپاکی پھیل رہی ہے اور جو لوگ اچھوتوں سے مل کر کھاتے ہیں وہ سناتن دھرم کے خلاف پاپ کر رہے ہیں۔ اچھوتوں کی ترقی ہندو دھرم کے مطابق اگر ہو سکتی ہے تو یہی کہ ان کو صنعتی حرفتی تعلیم دی جائے۔ مگر وہ اچھوت کے اچھوت ہی رہینگے اُن کو دوسری اعلےٰ ذاتوں کے برابر ہونے کا دعوےٰ تو کجا ملکر کھانا بھی روا نہیں۔

گو باہر سے آکر آریہ صاحبان نے اصلی ہندی قوموں کو جبراً ہندو دھرم کا نام دے کر شامل کر لیا۔ مگر وہ شمولیت صرف نام ہی میں رہی اور اس سے آگے کبھی مساوی یا منصفانہ سلوک ان سے نہیں ہوا۔ ان کو ہمیشہ کے لئے اچھوت قرار دے کر دنیوی، سیاسی، سوشل اور مالی حالت میں گرا دینے کے سوا ہندو دھرم ان کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسیحیت آئی تو اچھوت اقوام لاکھوں کی تعداد میں مسیح کی حلقہ بگوش غلام بن گئیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مسیحیت میں نہ کوئی یونانی ہے نہ یہودی۔ نہ چھوت نہ اچھوت بلکہ سب مسیح میں برابر اور ایک ہیں مسیحیت کے اندر مساوات موجود تھی جس کا اثر تمام روئے زمین پر ظاہر ہو گیا اور ہندو دھرم میں ہندی اقوام کو اچھوت بنانے کی صفت موجود تھی۔ چنانچہ کروڑوں سالوں سے کروڑوں بدبخت لوگ اچھوت کے اچھوت ہی رہنے پر مجبور کئے گئے اور صرف مسیحیت نے اُن کو آزاد کیا۔ اب آریہ لوگوں کے بنانے سے ہندو دھرم مساوات کا مذہب نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اچھوتوں کے ساتھ کھانا کھانا سناتن دھرم کے خلاف ہے اور پاپ ہے۔

لہٰذا اچھوتوں کا حامی

مسیح آیا تا کہ اچھوت پن کی لعنت سے آزاد کر کے اعلیٰ ترین شرفا کے زمرہ میں شامل کرے۔ خان

اہلحدیث توجہ کرے

اہلحدیث ۱۸ اپریل کے الشیوع میں مسٹر حبیب اللہ صاحب کلرک کے قلم سے جو مضمون زیر عنوان "کلام متین در تردید پادری عماد الدین" شائع ہوا ہے اس میں مولنا رحمت اللہ مہاجر مکی کی جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے کیا وہ ضبط بحق سرکار ہے؟ یا کسی مسلم مطبع نے اسے دوبارہ شائع کیا ہے؟ اگر ضبط بحق سرکار ہے تو اس کے حوالہ کو واپس لیا جائے۔ کیونکہ حوالہ کی تصدیق نہیں ہو سکتی؟ ورنہ اس کی جائے اشاعت کی اطلاع دی جائے۔

خان

اچھوت اور مندر ویکم

کوچین کی ۱۸ اپریل کی خبر ہے کہ کل صبح مسٹر سرنی واس آئنگر سابق ایڈووکیٹ جنرل اور ان کی پارٹی ان چار ممنوعہ سڑکوں پر سے گذری۔ جو ویکم کے مندر کے گرد ہیں۔ بڑی جاتیوں کے ہندو اچھوتوں کے ان سڑکوں پر سے گذرنے کے حق کو تسلیم کرنے کے مخالف ہیں ممنوعہ سڑکیں مندر کے رقبہ میں شامل ہیں کہ جو گیارہ ایکڑ سے زیادہ ہے اچھوتوں کو اس رقبے سے گذرنے کا حق دیئے جانے پر اعلیٰ جاتیوں کے ہندو اس وجہ سے ناراض ہیں کہ ان (اچھوتوں) کے مندر کے قریب گذرنے سے مندر ناپاک ہو جائیگا۔ مسٹر آئنگر نے سرگرد تھیہ اور نائر لیڈروں سے پوچھا کہ عیسائیوں مسلمانوں کو ان سڑکوں کو استعمال کرنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے۔ جواب ملا کہ ان کا شمار ان جماعتوں میں نہیں ہے کہ جن کے فاصلہ سے ہی اپوترتا چھو جاتی ہے۔ ہم کسی بھی حالت میں مندر کی سڑکیں عام آمد و رفت کے لئے کھلی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ اگر گورنمنٹ ایسا کریگی تو ہم ویکم چھوڑ جانے پر مجبور ہونگے؟" (پرتاپ)

جب اچھوتوں کو ہندو مندروں کے نزدیک گذرنے سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ وہ ناپاک ہو جائیگا تو بتاؤ ہندو دھرم کے مطابق ادنیٰ اور اچھوت ذاتوں سے اعلیٰ ذاتوں کا میل ملاپ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھوت ہندوؤں میں شمار کئے جاتے ہیں اور ہندو دھرم ہی نے ان کو شودر کہکر اچھوت بنایا ہے اور ان کے ساتھ خورد و نوش کو سناتن دھرم کے خلاف اور پاپ مانا جاتا ہے تو ہم آریہ صاحبان کے دعویٰ کو سمجھنے سے عاری ہیں کہ ہندو دھرم عالمگیر مذہب ہے ابھی عالمگیری اور مساوات ہو کہ ہندو کہلاؤ مگر تا قیامت اچھوت اور شودر بنے رہو۔ ہاں یہ مسیحیت کا معجزہ ہے کہ ہندو صاحبان کا موجودہ طرز عمل ہندو دھرم کے خلاف ہے اور مسیحیت کے عین مطابق۔ جس مذہب کو آجکل ویدک مت کہا جاتا ہے وہ ویدوں کے خلاف بالکل ایک نیا مذہب ہے ہم انشاء اللہ اس پر مزید خامہ فرسائی کرینگے۔ خان

کیوں شودر اُودھار نہیں؟

ہندو دھرم نے برہمن کھتری۔ ویش اور شودر چار ورن قائم کئے ان تعلیم کے مطابق جیسا کہ منوسمرتی سے ظاہر ہے شودروں کی اولاد تا قیامت شودر ہی چلی جائیگی اور کبھی ویش۔ کھتری یا برہمن نہیں بن سکتی۔ اب جبکہ مسیحیت کے مسئلہ مساوات نے ورن آشرم دھرم کی بنیادوں کو اکھیڑ دیا ہے اور ادنیٰ قومیں اعلیٰ ذاتوں کی برابری کا دعوےٰ کرنے لگی تھیں آریہ صاحبان نے مجبور ہوکر انکی بہبودی کا اعلان کر دیا مگر لطف کی یہ بات ہے کہ اس تحریک کا نام "اچھوت ادھار" رکھا گیا ہے نہ کہ "شودر اُدھار" کیونکہ اندرونی حکمت عملی یہ ہو کہ شودر ذلیل و دو سرکر رہیں آپکی اجازت نہ دی جائے صرف اپنی جگہ پر اُٹھایا جائے۔ اگر مساوات کا خیال ہوتا تو اس تحریک کو "شودر اُدھار" کا نام دیا جانا چاہئے تھا ہم امید کرتے ہیں کہ آریہ گزٹ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیگا ورنہ شودروں کا یہ یقین کہ ہم ہندو دھرم میں پچھلے سے بہتر سلوک کی نہیں ترقی حاصل ہوگا۔ خان

اُردو کتابیں

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کی مطبوعہ کتب محصول ڈاک بذمہ خریدار

مسیح کی پیروی۔ باب چہارم صفحہ ۱۰۱ قیمت ۲ر

مسیحی دین اور اخلاق۔ مسیحی دین کی اخلاقی اور روحانی حقیقت۔ حق کی تعریف۔ حق و ناحق میں امتیاز الٰہی شخصیت۔ کفارہ کا اصول۔ راستبازی ضمیر۔ مکاشفہ مسئلہ وراثت وغیرہ عمدہ کتاب ہے صفحہ ۱۲۲ قیمت اصل ۸ر رعایتی ۴ر کپڑا ۶ر

مسیحی گیت کی کتاب۔ پنجابی مشن کی گیت کی کتاب صفحہ ۳۰۸ مجلد کپڑا ایک روپیہ بارہ آنہ۔

مسیحی کا جسم خدا کی ہیکل۔ ایک وعظ از پادری ایچ یو وایٹ بریخت صاحب صفحہ ۲۰ - ۳ پائی

مسیحی کا خط محمدی کے نام۔ اس میں مسیحی نے اپنے دین کے ثبوت میں مختصر دلائل پیش کرکے محمدی کو دین حق کی دعوت دی ہے صفحہ ۱۹ - ۹ پائی۔

مسیحی کلیسیا میں پیشوائی کا اصول۔ عبرانیوں ۱۳ باب ۷ و ۸ آیت پر ایک وعظ۔ صفحہ ۲۰ - ۳ پائی۔

مسیحی کا سفر۔ اس شہرۂ آفاق کتاب سے سب مسیحی واقف ہیں ہر دو حصہ صفحہ ۵۶۴ عہ سلٹ عہ کپڑا عمر اور

مسیحی کا سفر حصہ اول۔ باتصویر کپڑا اعہ بلاتصویر ۱۲ر خانی بلاتصویر صفحہ ۲۰۷ - ۲ر

مسیحی تصور در بارۂ تجسم۔ اس موضوع پر پروفیسر گرور صاحب کا ایک لکچر جو بمقام الہ آباد جلسہ مذاہب میں پڑھا گیا۔ صفحہ ۸ - ۶ پائی۔

مضامین کتاب مقدس۔ یہ بائبل کے مضامین کی لغات ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب سے مضمون لکھ کر اس کے آگے تمام حوالے ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں یہ بائبل کی کُنجی کہنا موزوں ہے۔ صفحہ ۲۶۴ قیمت عہ سلٹ عہ کپڑا ۱ عہ

ملنے کا پتہ:-

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجاگھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۶ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک ور پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری کا ⅓ ہے متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جوکشا ماعہ سے ماہ تک کر ورکر نول عہ سے صہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا ٭